منصب رسالت

از

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

مولانا علی میاں اکیڈمی

مدرسہ فلاح المسلمین، امین نگر، تیندوا، رائے بریلی، (انڈیا)

www.abulhasanalinadwi.org

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ)

پہلا ایڈیشن

ربیع الاول ۱۴۳۱ھ - مارچ ۲۰۱۰ء

نام کتاب	:	منصب رسالت
نام مصنف	:	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ
صفحات	:	۳۲
تعداد اشاعت	:	۱۰۰۰
کمپوزنگ	:	(حشمت علی) مجلس تحقیقات ونشریات اسلام
طباعت	:	کاکوری آفسیٹ پریس، لکھنؤ
قیمت	:	۱۵؍روپئے صرف

طابع وناشر

مولانا علی میاں اکیڈمی

مدرسہ فلاح المسلمین، امین نگر، تیندوا، رائے بریلی، (انڈیا)

www.abulhasanalinadwi.org

فہرست

ابتدائیہ از حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ	۴
مقدمہ از حضرت مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی مدظلہ	۵
بعثت نبوی کے مقاصد ونتائج	۹
امت کی تشکیل اور اس کے عناصر وارکان	۱۰
صحبت نبوی کے انقلابی اثرات	۱۰
عبادت اور بندگی	۱۱
دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کی پائیداری کا یقین	۱۳
معاشرتی زندگی میں لطیف انسانی احساسات وجذبات کا خیال	۱۳
آداب ومستحبات	۱۵
دین کسی خشک اخلاقی ضابطہ یا قانونی مجموعہ کا نام نہیں	۱۶
نبوی ماحول	۱۸
امت کی ہدایت ورہنمائی اور انسانیت کی تعمیر میں حدیث نبوی کا کردار	۱۸
ہندوستان میں حدیث کی خدمت	۲۱
نبوت کا اعجاز اور اس کے دو اہم شعبے	۲۴
عقیدۂ توحید وشریعت	۲۴
نبوت محمدی کا بڑا کارنامہ	۲۵
ذکر ودعا	۲۶
نبوی دعائیں اور ان کا پیغام	۲۹

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

(اقتباس از معارف الحدیث جلد دوم)

از حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

(معارف الحدیث کی) دوسری جلد پر مقدمہ رفیق محترم مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے لکھا ہے جس میں انہوں نے حدیث وسنت کی اہمیت پر ایک بالکل نئے انداز میں گفتگو کی ہے، اور اس مسئلہ پر غور کرنے کے لیے ایک نئی راہ کھولی ہے، امید ہے کہ جو لوگ ایمان اور عقل سلیم کی دولت سے بالکل محروم نہ کردیئے گئے ہوں گے، ان کو مقدمہ کے اِن چند صفحات ہی کے مطالعہ سے یہ یقین ان شاء اللہ ضرور حاصل ہو جائے گا کہ حدیث وسنت کی محفوظیت کا انکار اور اس کے بارے میں بے اعتمادی پھیلانے کی کوشش اسلام کے ساتھ بدترین دشمنی ہے۔

اللہ کی رحمت اور اس کے بندوں کی دعاؤں کا محتاج طلب گار

عاجز و گنہگار بندہ

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

ذی الحجہ ۱۳۷۶

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین وخاتم النبیین سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ أجمعین وبعد!

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيرًا﴾ [سورہ احزاب:۲۱] (یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ میں عمدہ نمونہ ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے)۔

اس آیت شریفہ میں مسلمانوں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی زندگی میں اسوہ بنانے کا حکم دیا گیا ہے، صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو یہ شرف وسعادت حاصل تھی کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت وزیارت کے نتیجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ اور حیات مبارکہ کے صبح وشام کے نظام اور معمولات کا مشاہدہ کرتے تھے، اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے تھے، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "أَصْحَابِيْ كَالنُّجُومِ بِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ". کہ میرے اصحاب تاروں کی مانند ہیں ان میں جس کی بھی تم اقتدا کروگے ہدایت پاؤگے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے جو مشاہدہ کیا اور زبان مبارک سے جو سنا ان کو دوسروں تک پہونچایا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس اہم کام کے لیے اور پیغام رسالت کو عام کرنے کے لیے چنا تھا اور تمام لوگوں میں ان حضرات کا اس کے لیے انتخاب

www.abulhasanalinadwi.org

فرمایا تھا، اللہ تعالیٰ لوگوں کی ہدایت اور پھر ان میں بعض لوگوں کے ذریعہ دوسروں کی ہدایت ورہنمائی کے کام کے لیے اپنے خاص بندوں کا اصطفاء فرماتا رہتا ہے، اور اللہ کی یہ سنت ومشیت ہمیشہ سے جاری ہے، چنانچہ ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

﴿اَللّٰہُ یَصۡطَفِیۡ مِنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ﴾. [سورۂ حج:۷۵] (اللہ چن لیتا ہے پیام پہونچانے والے فرشتوں میں سے اور آدمیوں میں سے بھی)

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

﴿اَللّٰہُ یَجۡتَبِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ وَیَہۡدِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یُّنِیۡبُ﴾ [سورۂ شوریٰ:۱۳] (اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنا برگزیدہ بناتا ہے اور جو بھی اس کی طرف رجوع کرے وہ اس کی صحیح رہنمائی کرتا ہے)

اللہ کے رسول اور تمام رسولوں کے سردار خاتم النبیین سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتخاب اللہ نے آخری نبی کے طور پر کیا، اور تمام ازمان اور تمام اشخاص کے لیے تا قیامِ قیامت فرمایا، اور آپ پر دین وشریعت کی تکمیل کر کے نعمت تمام فرمائی اور ارشاد فرمایا "اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا". [سورہ مائدہ:۳] (آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین کے پسند کرلیا)

صحابۂ کرام نے اس حقیقت کو خوب اچھی طرح سمجھا، اور اپنی اس ذمہ داری کا پوری طرح احساس کیا کہ اللہ کی مرضی، احکام شریعت اور پیغام رسالت ونبوت کو دوسروں تک بے کم وکاست پہونچانا ہے، تاکہ دین ہر طرح کی تحریف وتبدیلی اور بدعت وخرافات سے بھی محفوظ رہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ پیغام بھی تھا کہ:

"الا فلیبلغ الشاهد الغائب فرب مبلغ اوعیٰ من سامع". (جو حاضر ہیں وہ غیر حاضر لوگوں تک یہ بات پہونچادیں کیونکہ بہت سے غیر حاضر پہنچانے والوں سے زیادہ یاد رکھتے ہیں)۔

اور یہ بشارت بھی تھی اور صرف صحابہ کے لیے ہی نہیں پوری امت کے لیے بشارت تھی۔ ارشاد ہے:

"نضر الله امرأً سمع منی مقالة فأداها كما سمعها". (اللہ تعالیٰ اس شخص کو شاداب رکھے جس نے مجھ سے کوئی بات سنی پھر اس کو جیسا سنا تھا ویسا ہی دوسروں تک پہونچا دیا)

اس طرح صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے پوری دیانت اور ذمہ داری کے ساتھ یہ حق ادا کیا، اور اس طرح احادیث مبارکہ اس اسوۂ حسنہ کا عکس اور آئینہ ہے۔

ہر دور میں علماء امت نے اس اسوہ حسنہ کو آنے والی نسلوں تک پہونچانے کی کوشش کی، سیرت مبارکہ پر صحیح کتابوں کا ایک کتب خانہ تیار ہو گیا، اس طرح یہ اسوہ حسنہ نسلاً بعد نسلٍ منتقل ہوتا رہا، اور یہ اسوۂ حسنہ اور حدیث شریف صحبت نبوی کی قائم مقام بنی، جس سے ہر دور میں استفادہ کیا جا سکتا ہے، اور صحبت نبوی کے انوار اس کے ذریعہ حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

صحابۂ کرام کی وہ قدسی جماعت تھی جس نے علم نبوت کو خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا، اور اسی جماعت کو وہ شرف بھی حاصل ہوا کہ دین کا جو رنگ ہے وہ رنگ اس جماعت پر خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چڑھایا۔

پیش نظر مضمون ''منصب رسالت'' دراصل مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کے دو مضامین کا مجموعہ ہے جو احادیث مبارکہ کے معروف اردو مجموعہ ''معارف الحدیث'' کے دو الگ الگ جلدوں کے مقدمہ کے طور پر سامنے آئے تھے، یہ مجموعہ معروف عالم دین و داعی الی اللہ مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کا تصنیفی شاہکار ہے، عزیزی مولوی محمود حسن حسنی سلّمہٗ نے ان دونوں مقدموں کو یکجا کر کے عناوین کے ساتھ مرتب کیا اور اس کے آخر میں حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''دعائیں'' سے دعا اور صاحب دعا کا مضمون ''نبوی دعائیں اور ان کا پیغام'' کے عنوان سے شامل کر دیا، اور اب یہ رسالہ کے طور پر منصب رسالت کے نام سے کہ اسی سے متعلق اس میں مضمون ہے بلکہ اس مختصر مضمون میں سیرت کے نہایت اہم پہلوؤں کا تذکرہ آ گیا ہے، مدرسہ فلاح المسلمین (امین نگر تیندوا، رائے بریلی) کے شعبہ تحقیق و اشاعت سے جو مولانا علی میاں اکاڈمی کے نام سے قائم ہوا اور سال رواں کے ماہ محرم الحرام میں اس کا افتتاح عمل میں آیا، شائع کیا جا رہا ہے، اور اس طرح اس رسالہ کے ذریعہ اس کی اشاعتی سرگرمیوں کا آغاز و افتتاح ہو رہا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

منصب رسالت کہیں یا بعثت محمدی دنیائے انسانیت کو اس نے کیا عطا کیا، مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رقمطراز ہیں:

''سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح دنیا کو نیا آسمانی صحیفہ عطا کیا، نیا علم وحکمت عطا کیا، اسی طرح نئے اخلاق، نئے جذبات وکیفیات، نیا یقین وایمان، نیا ذوق وشوق، نئی بلندیٔ نظر، نیا جذبۂ ایثار، نیا شوق آخرت، نیا جذبۂ زہد وقناعت، دنیا کی متاع حقیر اور دولت فانی کی تحقیر، نئی محبت والفت، حسن سلوک وہمدردی، بر ومساوات، مکارم اخلاق، اسی طرح سے نیا ذوق عبادت، خوف وخشیت، توبہ وانابت، دعا وتضرّع کی دولت عطا فرمائی، اورانہیں خصوصیتوں کی بنیاد پر وہ دنیا میں وہ اسلامی معاشرہ اور دینی ماحول قائم ہوا، جس کو عہد رسالت اور عہد صحابہ کے لفظ سے عام طور پر تعبیر کیا جاتا ہے، صحابہ کرامؓ ان مقاصد ونتائج بعثت کے کامل ترین نمائندہ اور بہترین نمونہ تھے، اگر ان شعبہائے نبوت کو عام زندگی میں جلوہ گر دیکھنا ہوتو صحابۂ کرام کی جماعت کو دیکھ لیا جائے''۔ (رسالہ ہٰذا ''منصب رسالت'')

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کے اس اقتباس سے کتاب کا پورا نچوڑ سامنے آجاتا ہے، اور منصب رسالت کی پوری تشریح ہوجاتی ہے، مولانا رحمۃ اللہ علیہ جن کے قلم سے متعدد ضخیم کتابیں سیرت مبارکہ کے موضوع پر نکل کر مقبول ہوئیں، ان میں نبی رحمت، سیرت رسول اکرمؐ، منصب نبوت، کاروان مدینہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں، یہ رسالہ بھی بقامت کہتر، بقیمت بہتر کا بہترین مصداق ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسوۂ حسنہ کی اتباع کی توفیق عطا فرمائے، کہ اللہ کے تقرب کا سب سے بہتر اور سب سے آسان راستہ یہی ہے۔

محمد واضح رشید حسنی ندوی

ندوۃ العلماء، لکھنؤ

۲۵ رصفر المظفر ۱۴۳۱ھ

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی.

بعثت نبوی کے مقاصد و نتائج

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت و تعلیم کے مقاصد و نتائج جہاں قرآن مجید میں بیان کیے گئے ہیں، وہاں صراحۃً ان چار چیزوں کا تذکرہ کیا گیا ہے، ا۔ تلاوت، ۲۔ تعلیم کتاب، ۳۔ تعلیم حکمت، ۴۔ تزکیۂ نفوس۔

"ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ". (الجمعہ، ع ۱)

وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول انہیں میں سے مبعوث فرمایا، جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے، اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے، اور بے شک وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔

"کَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْکُمْ رَسُوْلًا مِّنْکُمْ یَتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیٰتِنَا وَیُزَکِّیْکُمْ وَیُعَلِّمُکُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُعَلِّمُکُمْ مَّالَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ". (البقرہ، ع ۱۸)

جیسا کہ ہم نے تم میں ایک رسول تم ہی میں سے بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں پڑھتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب اور دانائی سکھاتا ہے اور تمہیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔

درحقیقت بعثت محمدی ان چاروں شعبوں پر مشتمل تھی، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح دنیا کو نیا آسمانی صحیفہ عطا کیا، نیا علم و حکمت عطا کیا، اسی طرح نئے اخلاق، نئے جذبات و کیفیات، نیا یقین و ایمان، نیا ذوق و شوق، نئی بلند نظری، نیا جذبۂ ایثار، نیا شوق آخرت، نیا جذبۂ زہد و قناعت، دنیا کی متاع حقیر اور دولت فانی کی

www.abulhasanalinadwi.org

تحقیر، نئی محبت والفت، حسن سلوک وہمدردی، برّ ومواسات، مکارم اخلاق، اسی طرح سے نیا ذوق عبادت، خوف وخشیت، توبہ وانابت، دعا وتضرع کی دولت عطا فرمائی اور انہیں خصوصیتوں کی بنیاد پر وہ نیا اسلامی معاشرہ اور دینی ماحول قائم ہوا جس کو عہد رسالت اور عہد صحابہ کے لفظ سے عام طور پر تعبیر کیا جاتا ہے، صحابۂ کرام ان مقاصد ونتائج بعثت کے کامل ترین نمائندہ اور بہترین نمونہ تھے، اگر ان شعبہائے نبوت کو عام زندگی میں جلوہ گر دیکھنا ہو تو صحابہ کرامؓ کی جماعت کو دیکھ لیا جائے۔

امت کی تشکیل اور اس کے عناصر وارکان

یوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ورسالت وتعلیم ان تمام سعادتوں کا سرچشمہ تھی، اور اسی سے یہ پوری زندگی اور قرن اوّل کا اسلامی معاشرہ وجود میں آیا، لیکن اگر اس کے طریق عمل کی تفصیل اور اس کے ذرائع ووسائل کی تحلیل کی جائے تو معلوم ہوگا کہ اس محیر العقول انقلاب کا ذریعہ اور اس نئے معاشرہ اور نئی امت کی تشکیل کے عناصر وارکان یہ تین چیزیں تھیں۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی، آپ کی زندگی، سیرت واخلاق۔

(۲) قرآن مجید۔

(۳) آپ کے ارشادات وہدایات، مواعظ ونصائح اور تعلیم وتلقین۔

اگر غور کیا جائے گا تو معلوم ہوگا کہ بعثت نبوی کے مقاصد ونتائج کے کامل ظہور میں اور جدید امت کی تعمیر وتشکیل میں ان تینوں عناصر وارکان کا دخل ہے اور واقعہ بھی یہی ہے کہ ان تینوں کے بغیر ایک مکمل معاشرہ، مکمل زندگی اور ایک ایسی ہیئت اجتماعی جس میں عقائد، اعمال، اخلاق، جذبات، اذواق، رجحانات، تعلقات، سب ہی ہوں وجود میں نہیں آسکتی، زندگی کے لیے زندگی شرط ہے، یہاں دیئے سے دیا جلتا ہے۔

صحبت نبوی کے انقلابی اثرات

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے صحیح جانشینوں کی زندگی میں ہمیں عقائد واعمال کے

www.abulhasanalinadwi.org

ساتھ جو خالص اسلامی اخلاق اور اس سب کے ساتھ جو اعلیٰ اذواق اور گہرے دینی جذبات اور دینی کیفیات نظر آتی ہیں وہ تنہا تلاوت کتاب کا نتیجہ نہیں بلکہ اس کامل ترین، موثر ترین زندگی کا بھی اثر ہے جو شب و روز ان کے سامنے رہتی تھی، اس سیرت واخلاق کا بھی نتیجہ ہے جو ان کی آنکھوں کے سامنے تھے، اور ان مجالس اور صحبتوں کا بھی فیض ہے اور ان ارشادات ونصائح وتلقین کا بھی جس سے وہ حیات طیبہ میں برابر مستفید ہوتے تھے، اس کے مجموعہ سے اسلام کا وہ مزاج خاص وجود میں آیا جس میں صرف قواعد وضوابط اور ان کی قانونی پابندی نہ تھی، بلکہ ان پر عمل کرنے کے محرکات وترغیبات، اور عمل کی صحیح کیفیات اور روح بھی تھی، حدود کی پابندی اور حقوق کی ادائیگی کے ساتھ لطیف احساسات اور مکارم اخلاق کے دقائق بھی تھے۔

عبادت اور بندگی

انہوں (صحابہؓ) نے قرآن مجید سے ''اقامت صلوٰۃ'' کا حکم پایا تھا اور ''اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ''. (المومنون: ۲،۱) کی تعریف بھی سنی تھی، مگر انہوں نے اس کی صحیح کیفیت معلوم کی جب آپ کے ساتھ نمازیں پڑھیں اور آپ کے رکوع وسجود کی کیفیت دیکھی، جس کو انہوں نے ''نَسْمَعُ لَهٗ اَزِیْزاً کَاَزِیْزِ الْمِرْجَل'' (ہم آپ کے سینہ کی آواز اس طرح سنتے تھے جیسے ہانڈی میں ابال آتا ہے) کے لفظوں سے تعبیر کیا ہے، انہوں نے قرآن مجید سے سمجھا تھا کہ نماز مومن کا ایک محبوب فعل ہے، لیکن جب تک انہوں نے زبان نبوی سے ''قُرَّةُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ'' (میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے) اور بے قراری اور انتہائے شوق واضطراب کے ساتھ اَرِحْنِیْ یَا بِلَال (بلال اذان دے کر مجھے آرام پہنچاؤ) نہیں سنا ان کو نماز کے ساتھ اس عشق وشغف کا اندازہ نہیں ہوا، اسی طرح جب تک انہوں نے خاصان امت کے سلسلہ میں ''وَقَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ فِی الْمَسْجِدِ حَتّٰی یَعُوْدَ اِلَیْهِ'' (ان کا دل مسجد میں اٹکا رہتا ہے، مسجد سے نکل کر جب تک وہ دوبارہ مسجد نہیں آتے ان کو چین نہیں آتا) کے الفاظ نہیں سنے، ان کو مسجد اور قلب مومن کا باہمی تعلق معلوم نہیں ہوسکا، انہوں نے قرآن مجید میں بار بار دعاء کی ترغیب دیکھی تھی، دعا نہ کرنے والوں

پر عتاب بھی سنا تھا اور تضرع وابتہال (گریہ وزاری اور الحاح واصرار) کے الفاظ ومفہوم سے بھی وہ آشنا تھے، لیکن اس کی حقیقت انہوں نے اس وقت جانی جب انہوں نے میدان بدر میں آپ کو خاک پر سر رکھے یہ الفاظ کہتے ہوئے سنا کہ "اَللّٰهُمَّ اُنْشِدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَد" (۱) (اے اللہ میں تجھے تیرے عہد اور وعدہ کا واسطہ دیتا ہوں، اے اللہ اگر تو چاہے (اس مٹھی بھر جماعت کو ہلاک کرنا) تو تیری عبادت نہ ہو) اور بے قراری کی وہ کیفیت دیکھی جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نہ دیکھی جا سکی یہاں تک کہ انہوں نے عرض کیا "حَسْبُكَ" (یارسول اللہ کافی ہے) ان کو معلوم تھا کہ دعاء کی روح، بندگی اور اپنی عجز ودرماندگی کا اظہار ہے اور جس دعاء میں یہ جوہر جس قدر زیادہ ہوا اسی قدر وہ دعاء قیمتی ہے، لیکن بندگی اور عجز ودرماندگی کی حقیقت ان کو جب معلوم ہوئی جب انہوں نے عرفات میں آپ کو یہ کہتے سنا:۔

"اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَسْمَعُ كَلَامِىْ وَتَرٰى مَكَانِىْ وَتَعْلَمُ سِرِّىْ وَعَلَانِيَتِىْ لَا يَخْفٰى عَلَيْكَ شَىْءٌ مِّنْ اَمْرِىْ، اَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيْرُ الْمُسْتَغِيْثُ الْمُسْتَجِيْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِىْ، اَسْئَالُكَ مَسْاَلَةَ الْمِسْكِيْنِ وَابْتَهِلُ اِلَيْكَ اِبْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِيْلِ وَاَدْعُوْكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِيْرِ وَدُعَاءَ مَنْ خَضَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهٗ وَفَاضَتْ لَكَ عَبْرَتُهٗ وَذَلَّ لَكَ جِسْمُهٗ وَرَغِمَ لَكَ اَنْفُهٗ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِىْ بِدُعَائِكَ شَقِيًّا وَكُنْ لِىْ رَؤُفًا رَّحِيْمًا، يَا خَيْرَ الْمَسْئُوْلِيْنَ وَيَا خَيْرَ الْمُعْطِيْنَ". (۲)

اے اللہ تو میری بات کو سنتا ہے اور میری جگہ کو دیکھتا ہے اور میرے پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے، تجھ سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی میں مصیبت زدہ ہوں محتاج ہوں، فریادی ہوں، پناہ جو ہوں، پریشان ہوں، ہراساں ہوں، اپنے گناہوں کا اقرار کرنے والا ہوں، اعتراف کرنے والا ہوں، تیرے آگے سوال کرتا ہوں، جیسے بیکس سوال کرتے ہیں، تیرے آگے گڑگڑاتا ہوں، جیسے گنہگار وذلیل وخوار گڑگڑاتا ہے اور تجھ سے طلب کرتا ہوں جیسے خوفزدہ، آفت رسیدہ طلب کرتا ہے، اور جیسے وہ شخص طلب کرتا ہے جس کی گردن تیرے سامنے جھکی ہو، اور اس کے آنسو بہہ رہے ہوں اور تن بدن سے وہ تیرے

---

(۱) بخاری جلد ثانی کتاب المغازی۔ (۲) کنز العمال عن ابن عباسؓ۔

www.abulhasanalinadwi.org

آگے فروتنی کیے ہوئے ہو اور اپنی ناک تیرے سامنے رگڑ رہا ہو، اے اللہ تو مجھے اپنے سے دعا مانگنے میں ناکام نہ رکھ اور میرے حق میں بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہو جا، اے سب مانگے جانے والوں سے بہتر، اے سب دینے والوں سے اچھے۔

دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کی پائیداری کا یقین

انہوں (صحابہؓ) نے قرآن مجید میں دنیا کی بے حقیقی اور آخرت کی پائیداری کا ذکر پڑھا تھا اور "مَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا اِلَّا لَھْوٌ وَّلَعِبٌ وَّاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَۃَ لَھِیَ الْحَیَوَان" (دنیا کی زندگی محض کھیل تماشہ ہے اور آخرت کا گھر ہی اصل زندگی ہے) کے الفاظ ان کو یاد تھے، مگر اس کی حقیقت اور عملی تفسیر ان کو آپ کی زندگی ہی سے معلوم ہوئی اور آپ کے طرز زندگی اور گھر کے نقشہ کو دیکھ کر ہی وہ سمجھے کہ آخرت کو اصل زندگی سمجھنے کا کیا مطلب ہوتا ہے اور آخرت کو اصل زندگی سمجھنے والوں اور "اَللّٰھُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَۃ پر ایمان رکھنے والوں کی خانگی زندگی اور معیشت کیا ہوتی ہے(۱)۔ اس عملی نقشہ اور اجمالی ترغیب کے ساتھ جب ان کے سامنے ارشادات نبوی میں جہنم کے شدائد و مصائب اور جنت کے انعامات و لذائذ کی تفصیل اور تصویر آتی تو ان کے اندر خوف اور شوق کی ملی جلی کیفیت پیدا ہوتی اور ان دونوں کا نقشہ ان کی آنکھوں کے سامنے ہر وقت کھنچا رہتا۔

معاشرتی زندگی میں لطیف انسانی احساسات و جذبات کا خیال

اسی طرح وہ (صحابہؓ) رحمت، تواضع، خلق، رفق جیسے اخلاق و تعلیمات کے مفہوم سے آشنا تھے، صاحب زبان بھی تھے اور قرآن مجید میں صاحب نظر بھی تھے، لیکن ان الفاظ کی وسعت، عملی زندگی میں ان کی تطبیق، نیز صحیح عمل ان کو صرف اس وقت معلوم ہوا جب انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمزوروں، عورتوں، بچوں، یتیموں، غریبوں، بوڑھوں اور اپنے تمام رفقاء و اصحاب، اہل خانہ اور خدام کے ساتھ برتاؤ دیکھا اور آپ کی اس بارے میں ہدایات، وصیتیں اور ارشادات سنے، ان کو عامۃ المسلمین کے حقوق کے ادا کرنے کی اجمالی ہدایت قرآن

(۱) ملاحظہ ہو معارف الحدیث جلد دوم، کتاب الرقاق زیر عنوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فقر پسندی۔

www.abulhasanalinadwi.org

سے مل چکی تھی مگر اس کی بہت سی صورتیں (مثلاً عیادت مریض، اتباع جنائز، تشمیت عاطس وغیرہ وغیرہ) ایسی تھیں جو شاید لاکھوں انسانوں کے ذہن میں خود نہ آتیں اور اگر آتیں تو ان کی اہمیت نہ معلوم ہوتی، اسی طرح والدین واہل حقوق کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم قرآن مجید میں پورے شدومد کے ساتھ ہے، مگر کتنے معلمین اخلاق ہیں جن کا ذہن والدین کے ساتھ حسن سلوک واداۓ حقوق کے اس رفیع وبدیع مقام پر پہنچتا ہے جس کا اظہار حدیث نبوی "اِنَّ مِنْ اَبَرِّ الْبِرِّ صِلَةَ الرَّجُلِ اَهْلَ وُدِّ اَبِيْهِ بَعْدَ اَنْ يُوَلِّيَ" (صحیح مسلم) (لڑکے کا باپ کے ساتھ حسن سلوک ووفاداری کا بہترین درجہ یہ ہے کہ اپنے والد کے انتقال کے بعد ان کے دوستوں اور اہل محبت کے ساتھ سلوک کرے) اور کتنے ذہن ہیں جو وفاداری اور شرافت کے اس مقام بلند تک پہنچ سکتے، جس کا اظہار اس روایت سے ہوتا ہے "وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا اَعْضَاءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِيْ صَدَائِقِ خَدِيْجَةَ" (صحیح بخاری) (اور بکثرت ایسا ہوتا کہ آپ کے یہاں بکری ذبح ہوتی تو آپ اس کے پارچے الگ الگ کراتے، پھر وہ ٹکڑے اپنی مرحومہ بیوی خدیجہؓ سے میل محبت رکھنے والیوں کے یہاں بھیجتے)۔(۱)

(۱) جیسا کہ پہلی حدیث سے یہ پیغام ملتا ہے کہ ماں کے ساتھ بہترین حسن سلوک اور وفاداری اس کے اہل تعلق، واہل محبت کے ساتھ اچھا برتاؤ ہے اس لیے کہ ایک حدیث میں صاف طور پر ماں کو باپ پر اس سلسلہ میں مقدم کیا گیا ہے، جب کہ ایک صحابی نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تھا "من احق الناس بحسن صحابتی" آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا تمہاری ماں پھر اسی سوال کو دوہرایا اور وہی جواب ملا، تیسری بار پھر یہی سوال کیا اور جواب یہی عطا ہوا، چوتھی بار پھر یہی سوال کیا کہ ثم من؟ پھر کون؟ تو جواب عطا ہوا تمہارا باپ۔ اس واقعہ کی روشنی میں اس حدیث کو سمجھا جائے جس میں والد کا ذکر ہے والدہ کو بدرجہ اولیٰ یہ فضیلت حاصل ہو جاتی ہے، محدث جلیل حضرت مولانا محمد یونس جونپوری شیخ الحدیث جامعہ مظاہر علوم سہارن پور، روحانی باپ کو بھی مجازاً اس کا مصداق قرار دیتے ہیں، اور اس کے اہل تعلق واحباب کے ساتھ حسن سلوک وخدمت کو روحانی ترقی کا بڑا سبب قرار دیتے ہیں، اسی طرح ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے متعلق روایت بھی بڑے حقائق کا انکشاف کرتی ہے کہ حضرت خدیجہؓ کا درجہ محض زوجہ (بیوی ورفیقہ حیات) کا نہیں بلکہ سب سے پہلے ایمان لانے اور سب سے پہلے تقویت کا باعث بننے اور اپنے مال ومتاع سے پورے طور سے مدد کرنے، اور ذہنی وجسمانی تمام اذیتوں کو دور کرنے والی بی بی کا تھا، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم دین کے سلسلہ میں ان کی قربانیوں، احسانات اور سبقت وفضیلت کو خوب سمجھتے تھے اور پھر یہ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ان کے بطن سے تھیں، اسی طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان کے اہل تعلق کے ساتھ اچھا برتاؤ اولاد کی تسکین وتقویت اور تسلی کا باعث تھا کہ جس سے ماں کے فراق کا غم دور ہوتا۔ اور تسلی ملتی، صرف یہی نہیں کتنی باتیں ہیں جو محسوس کی جاسکتی ہیں، اور اس طرز عمل سے بڑی رہنمائی زندگی کے مختلف موڑ اور موقعوں پر حاصل کی جاسکتی ہے، واللہ اعلم بالصواب۔ (محمود)

www.abulhasanalinadwi.org

حدیث کے شعبہ معاشرت واخلاق کی یہ دو تین مثالیں ہیں جن سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ حدیث زندگی کے مختلف شعبوں میں کیسی رہنمائی کرتی ہے اور کیسا نیا علم عطا کرتی ہے اور وہ انسانیت کے لیے کیسا بیش بہا خزانہ ہے۔

آداب و مستحبات

دوسری طرف مذاہب و ادیان کی تاریخ کا یہ طویل و مسلسل تجربہ ہے کہ محض ایک اجمالی اور قانونی حکم اور ضابطہ کسی عمل کو اپنی صحیح روح اور کیفیات کے ساتھ وجود میں لانے کے لیے کافی نہیں ہوتا اور وہ فضا پیدا نہیں کرتا جو اس عمل کو مؤثر اور منتج بنانے کے لیے درکار ہے، مثال کے طور پر اقامت صلاۃ کا اجمالی حکم وہ ذہنیت، ماحول اور فضا نہیں پیدا کرسکتا جو نماز کی روح و جسم کی حفاظت، اس کی پابندی اور اس کے صحیح روحانی، ذہنی، قلبی، اجتماعی اور اخلاقی نتائج و اثرات کے بروئے کار آنے کے لیے معاون و مددگار رہے، اس کے لیے ان مبادی و مقدمات، آداب و ہدایات کی ضرورت ہے جو اس عمل کو مہتم بالشان، وقیع و مؤثر بنائیں، اسی بنا پر نماز کے لیے خود قرآن مجید میں وضو، طہارت، شعور و تعقل، خشوع و خضوع، سکوت و قنوت اور جماعت کا حکم دیا گیا ہے، لیکن اہل نظر سے مخفی نہیں کہ اس میں ضروری و قابل عمل حد تک جس قدر آداب و فضائل اور خارجی انتظامات کا اضافہ ہوگا وہ فضا اور ماحول تیار ہوگا جس میں نماز اپنے پورے ثمرات اور روحانی و اجتماعی و اخلاقی اثرات ظاہر کرے گی اور حدیث و سیرت کا مطالعہ کرنے والے اور ان پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل اور آپ کے ارشادات و ہدایت نے اس میں وہ معقول اضافہ کیا ہے جس سے نماز تزکیہ نفس، تربیت اخلاق اور توجہ الی اللہ و انقطاع عن الخلق نیز امت کی تعلیم و تربیت اور نظم و وحدت کا مؤثر ترین ذریعہ بن گئی ہے، مثلاً وضو کی نیت و فضیلت اور اس کا استحضار، مساجد کی طرف جانے اور اس کے راستے میں پڑنے والے قدموں کی فضیلت، راستہ کی دعاء مسجد میں داخل ہونے کا ادب اور ذکر، تحیۃ المسجد یا سنن راتبہ، نماز کے انتظار کی فضیلت اور بیٹھنے کا ادب، جماعت کا ثواب، اذان و اقامت کا

www.abulhasanalinadwi.org

ثواب، امامت کی فضیلت ومنصب اوراس کے احکام، امام کے اتباع کی تاکید، صفوں کی ترتیب اورصفوں میں کھڑے ہونے والے آدمیوں کی ترتیب، مساجد میں تعلیم وتعلّم کے حلقوں کی فضیلت، ذکر کے حلقوں کی فضیلت، مسجد سے نکلنے کا ادب اوراس کا ذکر وغیرہ وغیرہ، ظاہر ہے کہ ان فضائل نیز ان آداب وہدایات کے علم وعمل سے نماز کتنی مہتم بالشان چیز اورتزکیہ واصلاح، تعلیم وتربیت اورانابت وتوجہ الی اللہ کا کیسا مؤثر ذریعہ بن جاتی ہے، پھراس کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازوں کی کیفیت، نوافل کے ذوق، قرآن مجید پڑھنے میں رقت ومحویت کے واقعات کا (جواحادیث میں اہتمام کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں) اضافہ کیجیے، اس مجموعہ سے امت کی نماز کس مقام تک پہنچ جاتی ہے اوراس کے لیے کیسا ذہنی اورروحانی ماحول تیارہوتا ہے، صوم وزکوۃ وحج کوبھی اسی پر قیاس کرنا چاہیے اورحدیث سے ان کے آداب وفضائل، معمولات نبوی اورواقعات زندگی کوجمع کرکے غور کرنا چاہیے کہ اگران عبادات کوان آداب وفضائل اورواقعات سے مجرد ومنقطع کرلیا جائے اوران کواس ماحول سے جدا کرلیا جائے جوحدیث ان کے لیے مہیا کرتی ہے اورجواب حدیث کی بناء پران کے ساتھ لازم ہوگیا ہے توان کی تاثیر کہاں تک باقی رہتی ہے اوران میں جذبات کوابھارنے، ذوق وشوق کوپیدا کرنے، استقامت عطا کرنے اورقلب ودماغ کوغذااورجلا عطا کرنے اورایک ایسے نئے معاشرہ کی تعمیر کی (جس کے اندرعبادت وتقویٰ وانابت کی روح سرایت کیے ہوئے ہو) کہاں تک صلاحیت باقی رہ جاتی ہے۔

دین کسی خشک اخلاقی ضابطہ یا قانونی مجموعہ کا نام نہیں

درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اورارشادات وہدایات (جن کے مجموعہ کا معروف نام حدیث وسنت ہے) دین کے لیے وہ فضا اورماحول مہیا کرتے ہیں جس میں دین کا پودہ سرسبزوبارآور ہوتا ہے، دین کسی خشک اخلاقی ضابطہ یا قانونی مجموعہ کا نام نہیں، وہ جذبات، واقعات اورعملی مثالوں کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا، ان جذبات وواقعات اورعملی مثالوں کا سب سے بہتر اورمستند مجموعہ وہ ہے جوخود پیغمبر کی ذات سے

www.abulhasanalinadwi.org

متعلق اوراس کے حالات زندگی سے ماخوذ ہو، یہودی اورعیسائی، نیز ایشیا کے دوسرے مذاہب اس لیے بہت جلد مفلوج ہوکر رہ گئے کہ ان کے پاس اپنے پیغمبروں کی زندگی کے مستند واقعات اورایمان آفریں کلام کا مجموعہ محفوظ نہیں تھا اوران مذاہب کووہ ذہنی ماحول اورفضا میسّر نہیں تھی جس میں پیروان مذاہب دینی نشوونما وترقی حاصل کرتے اور مادیت والحاد کے حملوں سے محفوظ رہتے، انہوں نے بالآخراس کی ضرورت تسلیم کرکے اس خلا کو پیروان مذاہب، پیران طریقت کے واقعات وملفوظات سے پُرکیا مگراس خانہ پری نے رفتہ رفتہ مذاہب کو بدعات ورسوم اورنئ نئی تفسیروں کا ایسا مجموعہ بنادیا جس میں اصل مذہب کی تعلیم گم ہوکر رہ گئی، ان مذاہب واقوام کی اپنے پیغمبروں کی سیرت اورمستند واقعات زندگی کے بارے میں بے بضاعتی وتہی دامنی اب ایک مسلمہ حقیقت بن گئی ہے اوراس پر بہت کچھ لکھا جاچکا ہے(۱)، اسلامی کے آخری اوردائمی مذہب ہونے کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ یہ حادثہ اس کو پیش نہیں آیا، جس ذہنی وروحانی ماحول میں اورجن ذہنی کیفیات کے ساتھ صحابۂ کرامؓ نے زندگی گزاری، حدیث کے ذریعہ اس پورے ماحول کوقیامت تک کے لیے محفوظ کردیا گیا، بعد کی نسلوں اورصدیوں کے ایک آدمی کے لیے بالکل ممکن ہے کہ حدیث کے ذریعہ وہ اپنے ماحول سے اپنا رشتہ منقطع کرکے دفعۃً اس ماحول میں پہنچ جائے، جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس موجود ہیں، جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصروف تکلم اورصحابۂ کرام گوش برآواز ہیں، جہاں اس کا بھی اندازہ ہوسکتا ہے کہ ایمان کس طرح کے اعمال واخلاق اوریقین آخرت کس طرح کی زندگی پیدا کرتا ہے، یہ ایک دریچہ ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خانگی زندگی، آپ کے گھر کا نقشہ، آپ کے رات کے معمولات، آپ کے گھر والوں کی معاشرت اپنی آنکھوں سے دیکھی جاسکتی ہے، آپ کے سجود کی کیفیت آنکھوں سے اورآپ کی دعاء ومناجات کا زمزمہ کانوں سے سنا جاسکتا ہے، پھر جو آنکھیں آپ کی آنکھوں کواشکبار اورقدم مبارک کومتورم دیکھیں اورجو کان پوچھنے اورسوال کرنے پر یہ آواز سنیں کہ اَفَلَا اَکُونَ عَبْداً شَکُوراً (کیا میں خدا کا شکرگزار

(۱) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہوخطبات مدراس، خطبہ تاریخیت۔

www.abulhasanalinadwi.org

بندہ نہ بنوں؟)وہ غفلت کا کس طرح شکار ہو سکتے ہیں جن کی آنکھوں سے شانۂ نبوت میں دو دو مہینہ چولہا گرم ہوتے نہیں دیکھا، جنہوں نے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا اور پشت مبارک پر چٹائی کے نشانات پڑے ہوئے دیکھے، جس نے سونے سے بیقراری کے ساتھ صدقہ کا بچا ہوا سونا راہ خدا میں خرچ ہوتے دیکھا، جس نے مرض وفات میں چراغ کا تیل پڑوسی کے ساتھ سے قرض آتے دیکھا اس پر دنیا کی حقیقت کیسے چھپ سکتی ہے اور زہد کا جذبہ اس کے اندر کیسے ابھر نہیں سکتا؟ جس نے آپ کو اپنے گھر والوں کی خدمت، اپنے بچوں کے ساتھ محبت، اپنے خادموں کے ساتھ رعایت اور اپنے رفقاء کے ساتھ عنایت اور اپنے دشمنوں کے ساتھ تحمل فرماتے ہوئے دیکھا وہ مکارم اخلاق اور انسانیت کاملہ کا درس اس در کو چھوڑ کر اور کہاں سے لینے جائے گا۔

نبوی ماحول

پھر اس ماحول میں صرف کاشانۂ نبوت ہی کا دروازہ نہیں کھلا ہوا ہے جس سے دیکھنے والوں کو یہ سب نظر آتا ہے بلکہ صحابہ کرام کے گھروں کے دروازے بھی کھلے ہوئے ہیں اور ان کے گھروں کی زندگی و معاشرت، ان کے دنوں کی تپش، ان کی شبوں کا گداز، ان کی بازاروں کی مصروفیت اور مسجدوں کی فراغت، ان کی بے نفسی وللّٰہیت اور ان پر نفس انسانی کے حملے، ان کا انقیاد کامل اور ان کی بشری لغزشیں سب عیاں ہیں، یہاں ابوطلحہ انصاری کے ایثار کا واقعہ بھی آنکھوں کے سامنے گزرتا ہے اور حضرت کعب بن مالک کے غزوۂ تبوک سے بچھڑ جانے کا قصہ بھی پیش آتا ہے، غرض یہ ایک ایسا طویل قدرتی ماحول ہے جس میں زندگی اپنے پورے تنوعات وحقائق اور انسانی فطرت اپنے تمام خصائص کے ساتھ موجود ہے اور حدیث نے اس کا پورا عکس لے کر قیامت تک کے لیے دور نبوی کو محفوظ کر دیا ہے۔

امت کی ہدایت ورہنمائی اور انسانیت کی تعمیر میں حدیث نبوی کا کردار

قرآن مجید کے ساتھ عہد نبوی کی اس تصویر کا باقی رہنا اور نبوت کے کلام

اور ماحول کا محفوظ رہنا، اسلام کا اعجاز اور اس کا ایسا امتیاز ہے جس میں کوئی مذہب اور کوئی امت اس کی شریک و سہیم نہیں، ایک ایسا مذہب جس کو قیامت تک باقی رہنا اور تمام آنے والی نسلوں کو عملی نمونہ اور عمل کے جذبات ومحرکات اور قلب و دماغ کی غذا فراہم کرنا ہے، ماحول کے بغیر نہیں رہ سکتا، یہ ماحول حدیث کے ذریعہ محفوظ ہے، تدوین حدیث کی تاریخ پڑھ کر صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک اتفاقی امر اور دورِ متاخر کی کوئی جدت نہیں ہے، صحابہؓ کرام کا عہد نبوی ہی میں کتابت حدیث کی طرف متوجہ ہونا اور بہت بڑی تعداد میں احادیث کا محفوظ کر لینا پھر انہی کے آخر دور میں تابعین کا تدوین وترتیب کی طرف توجہ کرنا، پھر ایران وخراسان وترکستان کے طالبین علم کے سمندر کا امنڈ آنا، اس کا جمع وحفظ حدیث سے عشق وشغف ان کا غیر معمولی حافظہ ان کا عزم وعالی ہمتی، پھر اسماء رجال وفن روایت میں مجتہدین کا پیدا ہونا جن کو اس کا ملکۂ راسخہ اور بصیرت کاملہ حاصل تھی پھر ان کا انہماک وخود فراموشی، پھر امت کی حدیث کی طرف توجہ اور اس کی عالم اسلام میں مقبولیت اور اشاعت (۱) یہ سب واقعات اس بات کا ثبوت ہیں کہ جمع قرآن کی طرح اللہ تعالیٰ کو اس صحیفۂ زندگی کو محفوظ کرنا مقصود تھا، اسی کی بدولت حیات طیبہ کا امتداد وتسلسل باقی رہا اور امت کو اپنے ہر دور میں وہ روحانی، ذوقی، علمی وایمانی میراث ملتی رہی جو صحابہ کرامؓ کو براہ راست حاصل ہوئی تھی، اس طرح صرف عقائد واحکام ہی میں ''توارث'' کا سلسلہ جاری رہا، حدیث کے اثر سے عہد صحابہ کا مزاج ومذاق ایک نسل سے دوسری نسل اور ایک طبقہ سے دوسرے طبقہ تک منتقل ہوتا رہا اور امت کی طویل تاریخ میں کوئی مختصر سے مختصر عہد ایسا نہیں آنے پایا جب وہ مزاج ومذاق یکسر ناپید اور معدوم ہو گیا ہو، ہر دور میں ایسے افراد رہے جو صحابہ کرام کے مزاج ومذاق کے حامل کہے جا سکتے ہیں، وہی عبادت کا ذوق، وہی تقویٰ وخشیت، وہی استقامت وعزیمت، وہی تواضع واحتساب نفس، وہی شوق آخرت، وہی دنیا سے بے رغبتی، وہی جذبہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر، وہی بدعات سے نفرت اور جذبہ

---

(۱) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ کی فاضلانہ تصنیف ''تدوین حدیث'' شائع کردہ مجلس علمی کراچی۔

www.abulhasanalinadwi.org

اتباع سنت، جو حدیث کے مطالعہ وشغف کا نتیجہ ہے یا ان لوگوں کی صحبت وتربیت کا فیض ہے جنہوں نے اس مشکوٰۃ نبوت سے روشنی حاصل کی ہو، اور اس میراث نبوی سے حصہ پایا ہو، امت کا یہ ذہنی ومزاجی توارث قرن اول سے اس چودھویں صدی ہجری کے عہد انحطاط ومادیت تک برابر قائم ہے، اور سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک اور امام احمد بن حنبلؒ سے لے کر مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی، مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہم تک کی زندگی اور سیرت واخلاق میں ان کا پرتو صاف نظر آتا ہے (۱) اور جب تک حدیث کا یہ ذخیرہ باقی، اس سے استفادہ کا سلسلہ جاری، اور اس کے ذریعہ سے عہد صحابہ کا ماحول محفوظ ہے، دین کا یہ صحیح مزاج ومذاق جس میں آخرت کا خیال دنیا پر، سنت کا اثر رسوم ورواج پر، روحانیت کا اثر مادیت پر غالب ہے باقی رہے گا اور کبھی اس امت کو دنیا پرستی، سرتاپا مادیت، انکار آخرت اور بدعات وتحریفات کا پورے طور پر شکار نہیں ہونے دے گا، بلکہ اس کے اثر سے ہمیشہ اس امت میں اصلاحی وتجدیدی تحریکیں اور دعوتیں اٹھتی رہیں گی اور کوئی نہ کوئی جماعت حق کی علمبردار اور سنت وشریعت کے فروغ کے لیے کفن بردوش رہے گی، جو لوگ امت کو زندگی، ہدایت اور قوت کے اس سرچشمہ سے محروم کرنا چاہتے ہیں اور اس میں اس ذخیرہ کی طرف سے بے اعتمادی اور شک وارتیاب پیدا کرنا چاہتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ وہ امت کو کیا نقصان پہنچا رہے ہیں اور اس کو کس عظیم سرمایہ اور کتنی بڑی دولت سے محروم کر رہے ہیں، وہ نہیں جانتے کہ وہ اس امت کو اسی طرح سے ''محروم الارث'' منقطع الاصل اور آوارہ کردینا چاہتے ہیں جس طرح یہودیت اور عیسائیت کے دشمنوں یا حوادث روزگار نے ان عظیم مذاہب کو کردیا، اگر وہ سوچ سمجھ

(۱) اجتماعی وجماعتی طور پر امیر المومنین حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی جماعت مجاہدین ودعاۃ ومبلغین کو بھی صاحب رسالہ نے اپنی کتاب سیرت سید احمد شہید اور دوسری کتاب ''جب ایمان کی باد بہاری چلی'' میں اس کا عکس جمیل قرار دیا ہے اور اس دور آخر میں جسے دور حاضر بھی کہا جاسکتا ہے، انفرادی طور پر خود صاحب رسالہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی اور حضرت قاری سید صدیق احمد صاحب باندوی رحمہما اللہ کو اس عہد کے علم حدیث کے جلیل القدر عالم دین اور بزرگ حضرت مولانا محمد یونس صاحب جون پوری شیخ الحدیث جامعہ مظاہر علوم سہارن پور نے اس عہد میں اس کا بہترین نمونہ قرار دیا۔ اس طرح یہ خیر برابر جاری ہے اور برابر جاری رہے گا، اور یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ یہ امت کبھی بانجھ نہیں ہوگی۔ (محمود)

www.abulhasanalinadwi.org

کر ایسا کر رہے ہیں تو ان سے بڑھ کر اس امت اور اس دین کا دشمن کوئی نہیں ہو سکتا، اس لیے کہ پھر اس مزاج و مذاق کو دوبارہ پیدا کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں جو صحابہ کرامؓ کا امتیاز تھا اور جو یا تو کامل طور پر براہ راست صحبت نبوی سے پیدا ہو سکتا ہے، یا بالواسطہ حدیث کے ذریعہ جو اس عہد کا جیتا جاگتا مرقع اور حیات نبوی کا بولتا چالتا روزنامچہ ہے اور جس میں عہد نبوی کی کیفیات بسی ہوئی ہیں۔

ہندوستان میں حدیث کی خدمت

ہندوستان میں ہر دور میں قرآن مجید کے ترجمہ کے ساتھ حدیث کے ترجمہ اور اس کی ترتیب و اشاعت کا کام جاری رہا، جہاں تک ہم کو معلوم ہے یہاں سب سے پہلے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) نے مشکوٰۃ کا فارسی میں ترجمہ و تشریح کی جو ''اشعۃ اللمعات'' کے نام سے چھپا ہوا ہے، فارسی کا دور ختم ہو جانے کے بعد غالباً سب سے پہلے مولانا خرم علی صاحب بلہوری (۱۲۷۱ھ) نے امام صنعانی کی مشہور کتاب مشارق الانوار کا ترجمہ مع تشریح اردو میں ''تحفۃ الاخیار'' کے نام سے کیا اس کے معاً بعد خاندان ولی اللّٰہی کے شاگرد رشید نواب قطب الدین خاںؒ (م ۱۲۸۹ھ) نے مشکوٰۃ کا اردو میں ترجمہ ضروری تشریح کے ساتھ مظاہر حق کے نام سے لکھا، جو اپنی تحقیق، ترجمہ کی پختگی اور صحت اور اپنے مصنف کے اخلاص کی وجہ سے بہت مقبول ہوا، اس دور کے ختم ہو جانے کے بعد اردو میں حدیث کے متعدد نئے مجموعے شائع ہوئے جن میں مولانا محمد ابراہیم صاحب آروی رحمۃ اللہ علیہ کا مجموعہ ''طریق النجاۃ'' خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

ہمارے اس زمانے میں اردو میں حدیث کی خدمت کا ایک کام اعلیٰ معیار اور وسیع پیمانہ پر مولانا بدر عالم صاحب کر رہے ہیں، ان کی زیر تالیف کتاب ''ترجمان السنۃ'' کی تین جلدیں تیار ہو کر شائع ہو چکی ہیں۔ ہماری نظر میں یہ اس سلسلہ کی ایسی فاضلانہ کتاب ہے کہ

علماء اور اصحاب درس بھی اس سے استفادہ کرسکیں (۱)، لیکن اردو میں حدیث کی قدیم و جدید ان سب خدمتوں کے بعد بھی ضرورت تھی کہ اس عہد انقلاب اور اس کی ضرورتوں اور ذہنی خصوصیتوں کو سامنے رکھتے ہوئے متوسط درجہ کے لوگوں کے لیے (جن کے پاس وقت بھی کم ہے اور بڑی علمی استعداد بھی نہیں رکھتے) حدیث کا ایک متوسط درجہ کا مجموعہ مرتب کیا جائے اور حدیث کے انتخاب و ترتیب اور تشریح میں اس مقصد کو خاص طور سے ملحوظ رکھا جائے کہ ذہن کو اذعان اور قلب کو اطمینان حاصل ہو اور زندگی کے بگاڑ کی اصلاح ہو۔

نیز اس کی بھی ضرورت تھی کہ احادیث کے سلسلہ میں اس دور میں جو سوالات پیدا ہوتے ہیں اور بعض مرتبہ بعض سلیم طبیعتیں مزید تشفی کی طالب ہوتی ہیں ان کو بھی حل کیا جائے، یہ کام وہی کرسکتا تھا جو ایک طرف رسوخ فی الدین اور رسوخ فی العلم کی دولت سے بہرہ یاب ہو، دینی حقائق پر غیر متزلزل ایمان رکھتا ہو اور اس کو ہر دینی حقیقت پر علمی و ذہنی طور پر بھی شرح صدر ہو اس سب کے ساتھ دعوت و تبلیغ اور اختلاط و اجتماع اور مطالعہ کے ذریعہ اس عصر کی افتاد طبیعت اور دماغی ساخت سے بھی واقف ہو، نئے فتنوں اور تحریکات سے بھی بے خبر نہ ہو، اور اپنے حاضر علم، وسیع مطالعہ، وسیع تجربہ اور خداداد فہم و قوت استدلال سے احادیث کی ترجمانی اور نئے ذہن کی تشفی کی صلاحیت رکھتا ہو۔

یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق تھی کہ اس نے اس اہم اور نازک کام کے لیے رفیق محترم مولانا محمد منظور صاحب نعمانی (۲) کو منتخب فرمایا، اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت سے دینی و علمی

---

(۱) حضرت مولانا سید بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی جامعہ مظاہر علوم سہارن پور کے مشہور و قابل فخر فاضل و محدث جلیل ہیں، دارالعلوم دیوبند میں استاذ الاساتذہ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں بھی بیٹھے، مدینہ منورہ ہجرت فرمالی تھی اور پوری یکسوئی سے تصنیف و تالیف کے کام میں مشغول رہے، ترجمان السنۃ ان کا لازوال علمی کارنامہ ہے جو چار جلدوں میں منظر عام پر آیا۔ (محمود)

(۲) حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۰۵ء-۱۹۹۷ء) کی شخصیت علمی، دینی و دعوتی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں، وہ محدث اکبر علامہ انور شاہ کشمیری کے ممتاز شاگرد اور دارالعلوم دیوبند کے نامور فاضل اور ماہنامہ الفرقان، بریلی و لکھنؤ کے بانی مدیر تھے، آٹھ جلدوں میں ان کا یہ تصنیفی کارنامہ تکمیل کو پہونچا، گو آخری جلد میں کتاب المناقب کی بعض تحقیقات تک حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا بقیہ تکمیلی کام کی سعادت و شرف ان کے ہی تربیت یافتہ عالم دین اور داماد استاذ معظم مولانا محمد زکریا صاحب سنبھلی مدظلہ (قاسمی و ندوی) حال صدر شعبہ حدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء کے حصہ میں آیا، ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ (محمود)

www.abulhasanalinadwi.org

کام کی توفیق عطا فرمائی ہے، لیکن میری نظر میں ان کے تمام کاموں میں اس کام کی اہمیت سب سے زیادہ ہے اور مجھے اس کی سعادت حاصل ہوئی ہے کہ میں مولانا سے اس کام کی تکمیل کا تقاضہ کروں، اس وقت ان کی کتاب معارف الحدیث کی دوسری جلد قارئین کے سامنے ہے جس میں زہد ورقاق اور اخلاق سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کو مرتب کر کے اردو ترجمہ اور تشریح کے ساتھ پیش کیا گیا جن سے بڑھ کر اصلاح قلوب، تزکیہ نفوس اور تربیت اخلاق کا کوئی ذریعہ قرآن مجید کے بعد دنیا کے ادب میں موجود نہیں ہے۔

☆☆☆

نبوت کا اعجاز اور اس کے دو اہم شعبے

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اعجاز اور "کارنامے" کو دو شعبوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱) عبد و معبود کے رشتہ کی تصحیح و تنظیم

(۲) عبد و معبود کے رشتہ کا استحکام و دوام

عبد و معبود کے رشتہ کی تصحیح و تنظیم کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ اور خدا، خالق و مخلوق اور عبد و معبود کا رشتہ غلط ہو چکا تھا، مسخ و تحریف، جہالت و نادانی، جاہلیت اور وثنیت، اوہام و خرافات اور دجل و تلبیس کا شکار تھا، اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سے مکمل ناواقفیت اور بے خبری کا دور دورہ تھا، یا نہایت ناقص معرفت کا بعض اقوام و ملل میں وجود--- خدا کی ذات وصفات میں اس کی مخلوقات کو شریک بنایا گیا تھا، ایک طرف مخلوقات کی بہت سی خصوصیات اور نقائص کے ساتھ اس کو متصف کیا گیا تھا، دوسری طرف اس کی بہت سی صفات خاصّہ، اور کمالات الوہیت کو مخلوقات کو عطا کر دیا گیا تھا، جاہلیت کی بیشتر گمراہیوں، بیماریوں، محرومیوں اور خدانا شناسیوں کا سرچشمہ یہی کمزوری تھی، اور اسی کا نتیجہ کھلی بت پرستی اور شرک جلی کی صورت میں ظاہر ہوا، پھر جہاں نبوت کی بچی کھچی تعلیمات کے فیض سے، اور اس کی ٹمٹماتی ہوئی روشنی کے طفیل کسی درجہ میں معرفت صحیحہ اور توحید کا نور پایا جاتا تھا، اور عبد و معبود کے درمیان تعلق کی بنیاد موجود تھی، وہاں اس تعلق کی کوئی صحیح تشکیل، اور اس کے نظم و انضباط کا کوئی سامان نہ تھا۔

عقیدۂ توحید اور شریعت

نبوت محمدیؐ کا پہلا اعجاز و کارنامہ یہ ہے کہ اس نے معرفت صحیح، اور عقیدۂ توحید

www.abulhasanalinadwi.org

کے ذریعہ اس تعلق کو صحیح کیا، اس کو تمام آمیزشوں اور آلائشوں سے پاک کیا، اس پر جو حجابات اور پردے پڑ گئے تھے ان کو چاک کیا، جاہلیت کے مشرکانہ خیالات وتوہمات کا استیصال کیا، تنزیہ وتقدیس کو اس طرح پیش کیا کہ اس کے بعد اس کا کوئی درجہ نہیں، اس سب کا نتیجہ یہ ہوا کہ عقیدۂ توحید ایسا نکھر کر سامنے آیا اور "أَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ" کے آوازہ سے دشت وجبل ایسے گونجے کہ شقاوت ابدی اور انکار واستکبار کے سوا کسی غلط فہمی وغلط روی کا امکان باقی نہ رہا "لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ" یہ تھی عبد ومعبود کے اس رشتہ کی تصحیح، پھر ایمان مفصل، عقائد، عبادات، فرائض، اوامر ونواہی، اور اخلاق ومعاملات کے ذریعہ جن کے مجموعہ کا نام "شریعت" ہے، اس رشتہ کو منظم ومنضبط کیا، یہ تھی عبد ومعبود کے اس رشتہ کی تنظیم۔

نبوت محمدی کا بڑا کارنامہ

نبوت محمدیؐ کے دوسرے شعبہ یعنی عبد ومعبود کے رشتہ کے استحکام ودوام کا مفہوم یہ ہے کہ یہ رشتہ نہایت کمزور، بے روح، افسردہ وپژمردہ بلکہ بے جان اور مردہ، اور ایک سایہ بن کر رہ گیا تھا، جس میں نہ یقین کی طاقت تھی، نہ محبت کی حرارت، نہ عبد ومعبود کا راز ونیاز تھا، اور نہ سازِ دل کا سوز وساز، نہ اپنے فقر واحتیاج، عجز ودرماندگی، بیچارگی وبے بسی، بے مائیگی وبے بضاعتی کا احساس تھا، نہ خدا کی صفت جود، قدرت کاملہ اور خزانۂ غیب کی وسعت کا علم، پوری پوری ملتوں اور وسیع وسیع رقبوں میں، خدا کو بس تہواروں اور تقریبوں، اور سخت مصیبتوں وپریشانیوں میں یاد کرنے، اور اس سے دعا وسوال کرنے کا رواج رہ گیا تھا، مذہبی قوموں میں بھی وہ افراد گنے چنے رہ گئے تھے جو ہر وقت خدا کو یاد کرتے ہوں، اس کو حاضر وناظر سمجھتے ہوں، اور اس سے ان کا تعلق ایک ایسا زندہ، محسوس اور جذباتی ہو، کہ وہ اس کو اپنا حقیقی کارساز اور مشکل کشا، دست گیر اور فریادرس سمجھتے ہوں، اور ان کو اس کی قدرت کاملہ پر ایسا بھروسہ، اور اس کی محبت وشفقت پر ایسا ناز ہو جیسا کم از کم ایک بچہ کو اپنی چاہنے والی ماں، یا کسی غلام کو اپنے کریم آقا، اور طاقتور بادشاہ پر

www.abulhasanalinadwi.org

ہوتا ہے، نبوت محمدیؐ کا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے اس تعلق کے خیال کو واقعہ، سایہ کو اصل، رسم کو حقیقت، زندگی میں دو چار مرتبہ یا برسوں میں کبھی کبھی ہونے والے عمل کو صبح و شام کا مشغلہ اور روزمرہ کا معمول بنا دیا، بلکہ اس کو ایک مومن کے لیے ہوا اور پانی کی طرح ضروری کر دیا، جس کے بغیر زندگی محال ہے، اور جن کی شان یہ تھی کہ "وَلَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِیْلًا" (وہ اللہ کو بہت ہی کم بس کبھی کبھار یاد کر لیتے ہیں) ان کی شان یہ ہوگئی کہ "اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَاماً وَّقُعُوْداً وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ" (وہ یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے بیٹھے اور کروٹ پر لیٹنے کی حالت میں بھی) اور جو صرف سخت مصیبت اور جان کو خطرے ہی میں خدا کو یاد کرنے سے آشنا تھے، "وَاِذَا غَشِیَهُمْ مَوْجٌ کَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ" (اور جب ان پر چھا جاتی ہیں سمندر کی موجیں، سائبانوں کی طرح تو وہ پکارتے ہیں اللہ کو اور دہائی دیتے ہیں اس کی، اور اخلاص سے عبادت کرنے لگتے ہیں، اسی کی) ان کا حال ہوگیا "تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفاً وَّطَمَعاً" (وہ خوابگاہوں کو چھوڑ کر عبادت میں مصروف رہتے ہیں اپنے پروردگار کی، عذاب کے خوف سے اور رحمت کی امید میں) جن کے لیے خدا کا یاد کرنا ایک مجاہدہ اور خلاف طبیعت عمل تھا اور اس وقت ان کی کیفیت وہ ہوتی تھی جس کو قرآن مجید میں "کَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ" (جیسے کہ ان کو آسمان میں چڑھنا پڑ رہا ہے) کہ بلیغ الفاظ میں بیان کیا گیا ہے، ان کے لیے خدا کو بھلانا، اس کی یاد سے غافل رہنا شدید ترین مجاہدہ، اور نہایت تکلیف دہ سزا بن گئی، جو ذکر و عبادت کی فضا میں اس طرح بے چین رہتے تھے جیسے پرندہ قفس میں، ان کا حال یہ ہوگیا کہ ان کو اگر ذکر و دعا سے باز رکھا جائے اور اس پر پابندی عائد کی جائے تو ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگیں۔

ذکر اور دعا

عبد و معبود کے رشتہ کے اس استحکام و دوام کے لیے نبوت محمدیؐ اور تعلیماتِ نبویؐ نے جو ذرائع اختیار کیے ان کے دو عنوان ہیں: ایک ذکر، دوسرے دُعا۔ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے ذکر کی جو تاکید فرمائی، اس کے جو فضائل ومنافع بیان فرمائے، اس کے جن اسرار وحِکم کی نقاب کشائی فرمائی (۱) اس کے بعد ذکر محض ایک فریضہ اور ضابطہ نہیں رہ جاتا، بلکہ وہ زندگی کی ایک بنیادی ضرورت، فطرت انسانی کا ایک خاصہ، روح کی غذا، اوردل کی دوا بن جاتا ہے، پھر اس کے لیے الہام خداوندی سے جو اوقات ومواقع، جو اسباب ومحرکات تجویز فرمائے، اوران کے لیے جو صیغے اور الفاظ تعلیم فرمائے وہ توحید کی تکمیل کرنے والے، عبدیت کے قالب میں روح ڈالنے والے، قلب کونور سے، زندگی کوسکینت وسرور سے، اورفضا کو برکت ونورانیت سے بھرپور کرنے والے ہیں، پھر وہ اسی قدر عمومی، پوری زندگی کی وسعت وتنوعات اورشب وروز کے اوقات پر محیط ہیں، کہ اگر ان کا ذرا بھی اہتمام کیا جائے تو پوری زندگی ایک مسلسل ومکمل ذکر میں تبدیل ہوجاتی ہے، اور مشکل سے کوئی وقت، کوئی کام، کوئی نقل وحرکت، اورکوئی پیش آنے والی حالت وتبدیلی اس کی رفاقت وشمولیت سے محروم رہتی ہے۔

اس ذکر میں اگرچہ ہروہ چیز شامل ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا استحضار ہو، اور ہروہ کام داخل ہے جو غفلت سے آزاد ہوکر کیا جائے اوراس کا سب سے بڑا مظہر، اوراعلیٰ نمونہ دعا ہے، لیکن نبوت محمدیؐ نے دعا کودین کا ایک مستقل شعبہ بنادیا، اورمذاہب وملل، اورنبوت وروحانیت کی وسیع تاریخ کوسامنے رکھ کر بلاخوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ نبوت محمدیؐ نے دعا کے شعبہ کا جس طرح احیاء وتجدید، اوراس کی ترقی وتکمیل فرمائی، اوراس کوجو زندگی، قوت، وسعت، عمومیت، دل آویزی ودلکشی، تازگی ورعنائی، اورتوانائی وبرنائی عطا فرمائی وہ نہ اس سے پہلے دیکھنے میں آئی، نہ اس کے بعد، درحقیقت نبوت محمدیؐ جہاں کئی اورچیزوں کی مکمل اورخاتم ہے، وہاں شعبہ دعا کی بھی، اوریہ شعبہ بھی آپ کے ختم نبوت کی ایک دلیل، اورآپ کے خاتم النبیین ہونے کا ایک ثبوت ہے۔

''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ارواحنا ونفوسنا فداہ) نے محروم ومحجوب انسانیت

---

(۱) ملاحظہ ہو''سیرت محمدی دعاؤں کے آئینے میں''۔

www.abulhasanalinadwi.org

کو دوبارہ دعا کی دولت عطا فرمائی، اور بندوں کو خدا سے ہمکلام کر دیا، اور دعا کی کیا دولت عطا فرمائی، بندگی کی بلکہ زندگی کی لذت اور عزت عطا فرمائی، اس مطرود انسانیت کو پھر اذن باریابی ملا، اور آدمؑ کا بھاگا ہوا فرزند پھر اپنے خالق و مالک کے آستانہ کی طرف یہ کہتا ہوا واپس ہوا'' ؎

بندہ آمد بر درت بگریختہ

آبروئے خود بہ عصیاں ریختہ

''نبوت محمدیؐ کی تجدید اور اس کا عمل تکمیل اسی پر ختم نہیں ہوتا، آپ نے ہمیں دعا کرنا بھی سکھایا، آپ نے انسانیت کے خزانے کو اور دنیا کے ادب کو دعاؤں کے ان جواہرات سے مالا مال کیا، جن کی نظیر اپنی آبداری و درخشانی میں صحف سماوی کے بعد مل نہیں سکتی، آپ نے اپنے مالک سے ان الفاظ میں دعا کی، جن سے زیادہ مؤثر اور بلیغ الفاظ جن سے زیادہ موزوں و مناسب الفاظ انسان لا نہیں سکتا، یہ دعائیں مستقل معجزات اور دلائل نبوت ہیں ان کے الفاظ شہادت دیتے ہیں، کہ وہ ایک پیغمبر ہی کی زبان سے نکلے ہیں، ان میں نبوت کا نور ہے، پیغمبر کا یقین ہے ''عبد کامل'' کا نیاز ہے، محبوب رب العالمین کا اعتماد و ناز ہے، فطرت نبوت کی معصومیت و سادگی ہے، دل دردمند و قلب مضطر کی بے تکلفی و بے ساختگی ہے، صاحب غرض و حاجت مند کا اصرار و اضطرار بھی ہے، اور بارگاہ الوہیت کے ادب شناس کی احتیاط بھی، دل کی جراحت اور درد کی کسک بھی ہے، اور چارہ ساز کی چارہ سازی اور دلنوازی کا یقین و سرور بھی، درد کا اظہار بھی ہے، اور اس حقیقت کا اعلان بھی کہ ع

دردہا دادی و درمانی ہنوز

''پھر پیغمبر انسانیت نے دعا میں انسانوں کی طرف سے انسانی ضروریات کی بھی ایسی مکمل نیابت کی ہے، کہ قیامت تک آنے والے انسانوں کو ہر زمان و مکان میں ان دعاؤں میں اپنے دل کی ترجمانی، اپنے حالات کی نمائندگی، اور اپنے اطمینان کا سامان ملے گا اور بہت سی وہ ضرورتیں ملیں گی، جن کی طرف آسانی سے ہر انسان کے ذہن کا جانا مشکل ہے''۔

www.abulhasanalinadwi.org

نبوی دعائیں اور ان کا پیغام

ان دعاؤں کے پڑھنے، ان کے اسلوب اور الفاظ پر غور کرنے اور دعا مانگنے والے کے حالات اور معمولات، اس کا شوق دعا اور سرگوشی، اس کا انہاک ولذّت معلوم کرنے کے بعد ہر منصف یہ نتیجہ نکالے گا:۔

(۱) اِن دعاؤں کا مانگنے والا بہت بڑا رُوحانی شخص تھا جس کا خدا سے تعلق تھا، اس کو اس کی یاد میں مزا آتا تھا، اور اس کی یاد سے بے قرار رہتا تھا، اس کو خدا سے بات کرنے کا خاص ڈھنگ تھا، وہ اس کے سامنے اپنا دل کھول کر رکھ دیتا تھا، اُس کو اُس پر بہت بھروسہ تھا اور اس کی رحمت کا یقین تھا۔

(۲) وہ مخلص ضرور تھا، اس لیے اس کو دنیا سے زیادہ آخرت کی طلب اور جسم اور دنیا کی دولت سے زیادہ روح اور دل، اللہ کی مغفرت اور رحمت اور اس کے ثواب کی فکر ہے، وہ رات کی تاریکیوں اور خاموشیوں میں دعا کرتا ہے اور روتا ہے، پیشانی خاک پر رکھتا ہے، اس کو لوگوں کے دیکھنے اور سننے کی کوئی فکر نہیں بلکہ اس سے بچنا چاہتا ہے، حضرت عائشہؓ کی آنکھ رات کو کھل جاتی ہے، دیکھتی ہیں کہ بستر خالی ہے، خیال ہوتا ہے کہ شاید کسی بیوی کے حجرہ میں تشریف لے گئے ہیں۔ٹٹولتی ہیں تو ہاتھ پیر پر پڑتا ہے-- اور پیشانی خاک پر ملتی ہے، آپ گریۂ وزاری اور دعا میں مصروف ہیں، پیاری بیٹی فاطمہؓ کے پانی بھرتے بھرتے اور گھر کا کام کرتے کرتے ہاتھ پر نشان پڑ گئے ہیں۔ باپ دنیا کا شہنشاہ ہے لیکن کیسا کہ جب لونڈی غلاموں کی آمد سن کر عرض کرتی ہیں کہ ایک خدمت گار مجھے بھی مل جائے اور ہاتھ اور بدن کے نشانات دکھاتی ہیں تو فرماتے ہیں کہ میں تمہیں ایک خدمت گار سے بھی اچھی چیز بتاؤ، سوتے وقت یہ پڑھ لیا کرو--- بدر کے میدان میں، فوجیں صف آرا ہیں، لیکن قائد کس عالم میں ہے، ہاتھ خدا کے سامنے پھیلے ہوئے ہیں، چادر شانوں سے گر گئی ہے اور کہہ رہا ہے کہ اللہ اپنا وعدہ پورا کر، اگر یہ چند مارے گئے تو دنیا میں تیری یکتائی کی منادی کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔ طائف سے اس حالت میں واپس

www.abulhasanalinadwi.org

ہورہا ہے کہ ٹخنے ظالموں کے پتھروں سے زخمی ہیں اور دل ان کے سلوک سے شکستہ ہے۔ بڑی اُمیدیں لے کر گیا تھا، اور بڑی حسرت سے واپس آرہا ہے، لیکن زبان سے یہ الفاظ نکلتے ہیں:۔

''الٰہی اپنی کمزوری، بیچارگی اور ذِلّت کی تجھ سے فریاد کرتا ہوں، تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے، درماندگی سے پریشان اور کمزوروں کا مالک تو ہی ہے، مجھے کس پر چھوڑتا ہے کسی بیگانہ ترش رُو پر یا کسی دشمن کے سپرد کیئے دیتا ہے، اگر مجھ پر تیرا غضب نہیں تو مجھے بھی کچھ پروانہیں، لیکن تیری سلامتی میرے لیے زیادہ کشادہ ہے، میں تیرے ذات کے نور کی پناہ چاہتا ہوں، جس سے تاریکیاں روشن ہوجاتی ہیں اور دنیا اور دین کے کام بن جاتے ہیں، اس بات سے کہ تیرا غضب مجھ پر نازل ہو یا تیری نارضامندی، مجھے تیری رضامندی اور خوشنودی درکار ہے، اور تجھی پر بھروسہ اور سہارا ہے''۔

(۳) وہ انسانی زندگی اور انسانی ضروریات سے بہت واقف تھا، دیکھو کن کن چیزوں کی اس نے دعا مانگی ہے اور کن کن چیزوں سے پناہ مانگی ہے، وہ کہتا ہے کہ میری سب سے زیادہ فراخ روزی میرے بڑھاپے میں کر، میں برے پڑوسی سے پناہ مانگتا ہوں مستقل قیام کی جگہ میں۔

(۴) وہ عیوب ونقائص، اخلاقی امراض اور دل میں چھپی ہوئی بیماریوں کو خوب جانتا تھا اور انسانی نفسیات سے بہت واقف تھا، وہ بزدلی، بخل، تکبر، سینہ کے فساد، دل کے کھوٹ، زبان اور ہاتھ کے شر، بے نفع علم، بے اثر دل، اور نہ سیر ہونے والے نفس سے پناہ مانگتا ہے۔

(۵) وہ فضائل وکمالات ومحاسن، اخلاق حسنہ سے بھی بہت واقف تھا اور ان کا بہت قدرشناس اور طالب تھا، کہتا ہے مجھے مسکینوں کی محبت عطا فرما، مجھ کو میری آنکھوں میں چھوٹا اور دوسروں کی نظر میں بڑا بنا، صاف دل اور سچی زبان عطا فرما، میرا باطن میرے ظاہر سے اچھا کردے اور میرا ظاہر نیک کردے۔

اس کے علاوہ ان دعاؤں سے اور بھی فائدے ہیں، بہتوں کو اس آئینہ میں اپنی

www.abulhasanalinadwi.org

صورت نظر آجائے گی، اور اپنے چھپے ہوئے یا بھلائے ہوئے عیوب نظر آجائیں گے، بہت سے لوگوں کو اس کے پڑھنے سے اپنے خاص حالات میں بڑی تسکین ہوگی اور ان کو اپنے زخم کے لیے مرہم مل جائے گا، اور ہر شخص کو اپنے مطابق حال اس میں حصہ ملے گا، اس لیے کہ ان دعاؤں کے مانگنے والے پر انسانی زندگی کے تمام دور گزرتے تھے، اس کے گھر میں فاقہ بھی ہوتا تھا، موتیں بھی ہوتی تھیں، وہ بیمار بھی ہوتا تھا، اس کو رنج بھی پہونچتے تھے، فکریں بھی ہوتی تھیں، وہ مقروض بھی ہو جاتا تھا، اور ان سب حالات میں وہ خدا ہی سے کہتا تھا۔

اس کے علاوہ اس میں اخلاق کی بہترین تعلیم ہے، غور کرو جو رات کو اُٹھ کر زبان سے کہا کرے گا کہ "میں اس بات کا گواہ ہوں کہ سارے بندے بھائی بھائی ہیں"۔ اس کے دل پر مساوات واخوت انسانی کا کیسا گہرا نقش قائم ہو جائے گا اور اس پر اس کے زبان واقرار کی کیسی مہر لگ جائے گی، جو غریبوں سے محبت کی دعا کرے گا، وہ غریبوں سے محبت کو کیسے ضروری نہ سمجھے گا، جو اپنی نظر میں حقیر اور دوسروں کی نظر میں بڑا بننے کی دعا کرے گا، وہ تکبر سے کتنا دور ہوگا، جو کاہلی، سستی، بزدلی، بخل اور تمام بری صفات سے بچنے کی اور دل کی صفائی اور زبان کی سچائی کی دعا کرے گا، اس کے قلب ودماغ پر پھر اعمال واخلاق کا کیسا اثر پڑے گا، وہ بار بار دیکھے گا کہ ایمان کے ساتھ ساتھ حسن اخلاق کی دعا کی گئی ہے اور کثرت سے تمام مومن مرد اور عورتوں کے لیے مغفرت اور رحمت مانگی گئی ہے اور اس کو قبولیت دعا کا ذریعہ بتایا گیا ہے، تو اس کی نظر میں ان چیزوں کی کتنی اہمیت ہوگی، یہ اخلاق ومحبت وفضائل انسانی کی کتنی حکیمانہ خاموش اور مؤثر تعلیم ہے، پھر جو شخص اُٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے، کھاتے پیتے، سفر واپسی میں آتے جاتے، ہر تقریب، ہر موقع پر دعا کرتا رہے گا اس کی روحانیت اور تعلق باللہ کا کیا حال ہوگا اور کیا وہ کبھی خدا کو بھول سکتا ہے اور کیا اس کا در چھوڑ کر کسی دوسرے کے دروازہ پر جا سکتا ہے اور غیر اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلا سکتا ہے، اس لیے یہ توحید کی بھی تعلیم ہے۔ یہ دعائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

www.abulhasanalinadwi.org

مکمل مسلمان یا انسان کامل کا تخیل پیش کرتی ہیں، یہ مسلمان اور غیر مسلم سب کے لیے ایک قابل قدر تحفہ اور دین ودنیا کی نعمتوں کا خزانہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہر انسان کو اس میں اکثر دعاؤں کی ضرورت ہے اور غالباً ان میں کوئی دعا ایسی نہیں جس کے مانگنے میں کسی کی دنیا یا دین کا نقصان ہو۔

☆☆☆